

## 246242- ہم اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک : "الاحد" کے تقاضوں کو کیسے پورا کر سکتے ہیں؟

### سوال

میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک : "الاحد" کے تقاضوں کو کیسے پورا کروں؟

### پسندیدہ جواب

"الاحد" [ایک، تہنا، یخنا] اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں سے ایک نام ہے، اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے :  
(قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)

ترجمہ : آپ کہہ دیں اللہ ایک ہی ہے۔ [الإخلاص : 1]

اور "الاحد" کا معنی یہ ہے کہ وہ تہنا ایسی ذات ہے جو اذل سے یخنا ہے اس کے ساتھ کوئی نہیں ہے، وہ اپنی ذات، ربو بیت، الوہیت، اسماء و صفات ہر اعتبار سے اکیلا ہے۔

شیع سعدی رحمہ اللہ کتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کے نام "الواحد، الاحد" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات جو تمام کمالات میں منفرد اور یخنا ہے، بایس طور کہ ان کمالات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بندوں پر اس کی وحدانیت نظریاتی، عملی، اور قولی ہر اعتبار سے واجب ہے، اس لئے بندوں پر اس کے کمال مطلق کا اعتراف کرنا ازبس ضروری ہے، اور یہ کہ وہ اس کمال میں اکیلا ہے اسی طرح عبادت بھی صرف اسی کی ہوئی چاہیے "انتی "تفسیر سعدی" (945)

مزید کیلئے آپ سوال نمبر : (10282) کا جواب ملاحظہ کریں۔

نیز اس نام مبارک کے تقاضے اس طرح پورے ہو سکتے ہیں کہ : ہم یہ نظریہ رکھیں کہ اس کائنات کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہی پسیدا کرنے والا، وہی ہرچیز کا مالک اور دنیا کے امور چلانے والا ہے، جب ہم یہ نظریہ اپنے ذہنوں میں جاگریں کر لیں گے تو پھر اگلے مرحلے یہ ہو گا کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور صرف رضاۓ الہی کیلیے ہی عبادت کریں، اپنے اقوال و افعال میں صرف اللہ تعالیٰ کیلیے اخلاص پسیدا کریں۔

اس لیے "اللہ تعالیٰ کے "الواحد، الاحد" ان دونوں جلیل القدر ناموں کا اثر ہماری زندگی پر اس طرح عیاں ہونا چاہیے کہ ہم ربو بیت اور الوہیت میں اللہ تعالیٰ کو یخنا اور منفرد نہیں، اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات میں اللہ تعالیٰ کو تہنا اور اکیلا سمجھیں، اور یہ بھی سمجھیں کہ لوگوں کی حرکات و سخنات بھی اسی اکیلیے کی مرضی اور منشا سے وجود میں آتی ہیں۔

چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ ربو بیت میں ایک ہے یعنی وہ اکیلا ہی پسیدا کرتا ہے، وہی رزق دیتا ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہی سب کا مالک ہے اور اپنی مخلوق میں جیسے چاہے تبدیلیاں رونما کر دیتا ہے بالکل اسی طرح الوہیت میں بھی وہ اکیلا ہے چنانچہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرایا جائے۔

مذکورہ بالا امور بجالانے پر انسان اپنے پروردگار کی وحدانیت عملی طور پر ثابت کرنے میں کامیاب ہو گا کہ ہمہ قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کیلیے بجالانے کا؛ کیونکہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جب یہ مضموم دل میں ثابت ہو جائے تو پھر اس کے اثرات انسان کے اقوال، افعال اور تمام اعضا پر واضح اور عیاں ہوں گے، چنانچہ سجدہ، رکوع، اور نماز صرف اللہ تعالیٰ کیلیے بجالائے گا کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرے گا، نیز صرف اللہ تعالیٰ سے ہی امید لگائے گا اسی سے دعائیں کرے گا اور حاجت روانی کا مطالبہ کرے گا، مدد، غوث اور پناہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگے گا، خوف، ڈر اور دببہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذہن میں رکھے گا، اسی طرح بھروسہ بھی صرف اللہ تعالیٰ پر ہی کرے گا۔

اس تمام کا پہلا مقصود یہ ہے کہ : اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی : "الواحد، الاصد" پر ایمان کا لانے کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے، اسی سے دعا کریں، محبت، تعظیم، جلال، خوف، امید، توکل اور دیگر تمام عبادات صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بجا لائی جائیں۔

اور ان تمام کاموں کیلئے ضروری ہے کہ محبت ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہو، فرمان باری تعالیٰ ہے :  
**-(أَعْمَرَ اللَّهُ أَشْجَنَ وَلَيْلًا فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ).**

ترجمہ: کیا میں اللہ کو بھوڑ کر کسی اور کو اپنا محبوب بناؤں جو کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ [الانعام: 14]

اور دوسرے مقصد یہ ہے کہ: دلوں کو خالق اور معبدوں سے مربوط کیا جائے، دل بلashرکت غیرے صرف اسی کی طرف متوجہ ہوں؛ کیونکہ وہی "الواحد، الاحد" ہے اسی کی جانب تمام مخلوقات اپنی ضروریات اور حاجت روائی کیلئے رجوع کرتی ہیں، وہ اکیلا ہی ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے وہ ہر چیز کا مالک ہے اور وہی مختار کل ہے۔

جب دل میں یہ نظریہ پہنچتا ہو تو دل کو ادھر ادھر بھینٹنے کی بجائے سکون اور چین نصیب ہوتا ہے کہ اس کا رب اکیلا ہی ہر چیز پر قادر ہے، اس طرح سے دل کا تعلق ان تمام سے کٹ جاتا ہے جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، بلکہ ان کے اختیار میں بھی اگر کوئی چیز ہے تو وہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا کے مطابق ہے، چنانچہ وہ دوسرا کیلیے تو کیا اپنے لیے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں !!

دل میں پیٹھ جانے والے اس احساس سے انسان مخلوق سے امید نہیں رکھتا بلکہ اپنی بہت، سست، ہدف اور تمنا صرف اپنے خالق، معبود اور "الواحد، الاحمد" نیز بے نیاز ذات سے ہی کرتا ہے، جس کی وجہ سے دل پر سکون ہو کر مطمئن ہو جاتا ہے؛ کیونکہ وہ اپنا تن من اور سب کچھ ایک اللہ کے سپرد کر چکا ہوتا ہے اب اسے کسی اور کسی جانب دیکھنے یا جھانکنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ناقص و ناتوان لوگوں سے امید لگا کر حیرت، پریشانی اور بے چینی میں زندگی گزارے۔

اللہ تعالیٰ نے صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والے بندے اور متعدد معبودوں کی پرستش کرنے والے بندے کی مثال بیان فرمائی جن میں سے ہر ایک معبودا سے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہوئے بندے کو ذمیل اور بھرا ہوا بنادیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :  
**{مَرْبَبُ الْأَرْضَ مَثَلَّاً رَبْلَفِيْهِ شَرْكَامَتْخَالَكَشُونَ وَرَبْ جَلَّا سَلَمَانَ لِرَبْ جَلَّا ہَنِيْوَيَانَ مَثَلَّاً نَجَّالَهُ لَهُ بَلَّا أَنْجَرَهُمْ لَآتَيْنَوْنَ}.**

ترجمہ: اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے۔ ایک شخص چند بد سرشت اور اپنے حق کے لئے باہم جھوکڑنے والوں کا غلام ہے اور دوسرا صرف ایک ہی آدمی کا غلام ہے۔ کیا ان دونوں غلاموں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ احمد اللہ لیکن اکثر لوگ یہ بات جانتے نہیں [الزمر: 29]

چست ہو جاؤں گا اور جسم آرام کرنے کے بعد نشیط ہو جائے گا" اُنتہی  
مختصرًا مأخذ از کتاب : "وَلَدَ الْأَسْمَاءِ الْحَسْنِي" (114-117)

وَاللَّهُ أَعْلَمُ.